إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسىٰ أن يبعثك ربك مقاما محمودا

الفضل

قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فہرست مضامین

نمبر ۳۹ | ۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور کی خدمت میں حفظانِ صحت کے متعلق روزانہ رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ میڈیکل بورڈ نہایت تندہی سے کام کر رہا ہے

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن رہتک کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سیلاب کیوجہ سے انہیں مال و اسباب کا سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ آپ کی طبیعت بھی علیل ہے۔ احباب ان کے لئے خاص طور پر دُعا کریں :-

یہ خبر خوشی سے سُنی جائے گی۔ کہ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی قریباً چار سال بعض اسلامی ممالک کی سیاحت اور مصر میں ایک اخبار کی ادارت کرنے اور تبلیغی امور میں حصہ لینے کے بعد واپس آئے ہیں :-

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام کے برکات و انوار

(فرمودہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء)

"کبھی بھی کوئی دین اور مذہب لڑائی سے نہیں پھیل سکتا۔ پہلے بھی اسلام کی ترقی اور اشاعت کے لئے تلوار نہیں اٹھائی گئی اسلام اپنے برکات۔ انوار۔ اور تاثیرات کے ذریعہ پھیلا ہے۔ اور ہمیشہ اسی طرح پھیلیگا۔ پس یہ نہایت ہی غلط۔ اور مکروہ خیال ہے۔ کہ مسیح کے وقت جنگ ہوگی۔ اور نہ مسیح کو اس کی حاجت وہ قلم سے کام لے گا۔ اور اسلام کی حقانیت اور صداقت کو پُر زور دلائل اور تاثیرات کے ساتھ ثابت کرکے دکھائے گا۔ اور دوسرے ادیان پر اس کو غالب کرے گا۔ اور یہ ہو رہا ہے۔ یہ تاثیر قرآن شریف ہی میں ہے۔ کہ وہ انسان کے دل پر بشرطیکہ اس سے صوری اور معنوی اعراض نہ کیا جائے۔ ایک خاص اثر ڈالتا ہے۔ اور اس کے نمونے ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں چنانچہ اب بھی موجود ہیں :-

قرآن شریف نے فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے اے رسول تو ان لوگوں کو کہدے۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو۔ تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع انسان کو محبوب الٰہی کے مقام تک پہونچا دیتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کامل موحد کا نمونہ تھے"

(الحکم ۱۷ - نومبر سنہ ۱۹۰۵ء)

ہز میجسٹی ملک عراق کی خدمت میں تار اور اس کا جواب

[illegible] فیصل کی [illegible] نظارت امور خارجہ کی طرف سے ان کے ولی عہد کو ہمدردی کا تار دیا [illegible]
ہوائی ڈاک ہز میجسٹی ملک عراق کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

البلاط الملکی - الدیوان - بغداد ۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

بخدمت جناب فارن سکرٹری صاحب حضرت امام جماعت احمدیہ - قادیان

حسب الحکم جلالتمآب ملک معظم عرض گزار ہوں۔ کہ آپ کی اور تمام جماعت احمدیہ کے افراد کی خدمت میں عرض کروں۔ کہ شاہ موصوف آپ کے اظہار ہمدردی کے شکر گزار ہیں۔ جو آپ نے سابق مرحوم ملک شاہ فیصل کی وفات کے موقعہ پر کیا ہے۔ اور وہ آپ کی اس مبارکباد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو آپ نے حضرت جلالتمآب کی تخت نشینی کے موقعہ پر بھیجی ہے :-

جلالتمآب ملک معظم آپ اصحاب کی خوشحالی اور بہبودی کے خواہاں ہیں :-

(دستخط) علی جودت
پرائیویٹ سکرٹری جلالتمآب ملک عراق۔

لال حسین اختر کی پونچھ میں احمدیوں کے خلاف فتنہ انگیزی

پونچھ ۲۵ ستمبر - [illegible] احمدیہ پونچھ بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ لال حسین اختر احمدیوں کے خلاف یہاں سخت اشتعال انگیز لیکچر دے رہا ہے۔ اور پبلک میں بانی سلسلہ اور احمدیوں کے خلاف ایک ہفتہ سے نفرت پھیلا رہا ہے۔ اس کی تقریریں نہایت زہر آلود ہیں۔ اور وہ پبلک کو احمدیوں کا بائیکاٹ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ احمدیوں نے اسے مناظرہ کی تحریری دعوت دی۔ مگر اس نے عام پبلک میں انکار کر دیا۔ [illegible] سرکار راجہ صاحب۔ جناب وزیر صاحب۔ نیز مجسٹریٹ صاحب سے لال حسین کے گندے اور اشتعال انگیز لیکچروں کے انسداد کے لئے درخواست کی گئی ہے۔ لیکن تا حال کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی۔ یہ شخص اب علاقہ میں دورہ کرنے والا ہے۔ اور قلیل التعداد احمدیوں کی حالت خطرہ میں ہے۔ جماعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی درخواست کرتی ہے :-

یوم التبلیغ کے متعلق ضروری اعلان

یوم التبلیغ جو ۲۲ اکتوبر کو ہوگا۔ وہ صرف مسلمانوں میں تبلیغ کے لئے مخصوص ہے تمام جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ ابھی سے اس کی تیاری میں لگ جائیں۔ اور اس کو کامیاب بنانے کے لئے لگاتار کوشش کرتے رہیں۔ گزشتہ سال چونکہ پہلا موقعہ تھا۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بعض احباب کو اس میں مشکلات کا سامنا ہوا ہو مگر اس سال گزشتہ سال کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو زیادہ کامیاب کرنے کی کوشش کریں :-

ابھی سے فیصلہ کر لیا جائے۔ کہ فلاں شخص فلاں شخص کو تبلیغ کرے گا۔ یا فلاں جگہ پر یا فلاں گاؤں میں جا کر تبلیغ کرے گا۔ اور اس کے مطابق انتظام کر کے یہ فہرستیں مجھے اطلاع کے لئے جلد سے جلد بھیج دیں۔ تا کہ معلوم ہو سکے کہ کتنے آدمی تبلیغ کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ جو اس دن تبلیغ کریں گے۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

وی پی الفضل کے

ان خریداران الفضل کے نام جن کو وی پی کئے جائیں گے۔ الفضل نمبر ۳۶ - مورخہ ۲۱ ستمبر میں چھپ چکے ہیں۔ مہربانی فرما کر الفضل کا چندہ بذریعہ منی آرڈر۔ یا محاسب۔ یا دستی بھجوا دیں۔ ورنہ ۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء کا الفضل وی۔پی ہوگا۔ اور وی۔پی انکاری آنے پر تا وصولی قیمت اخبار امانت رکھ دیا جائے گا :-

مینجر الفضل - قادیان

بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ درخواست دعا

بعض شریر دوں نے جماعت احمدیہ قاہرہ مصر کے مکان پر داخل ہو کر فساد کرنا چاہا۔ اسی اثنا میں انہوں نے ہمارے تین محترم بھائیوں السید منیر آفندی الحصنی۔ السید عبد المجید آفندی خورشید۔ اور السید محی الدین الحصنی کو بلا وجہ پیٹا۔ برادرم منیر آفندی کو سر میں بڑا زخم آیا ہے۔ اب مقدمہ پولیس کی طرف سے عدالت میں پیش ہونے والا ہے۔ میں درد مند دل سے۔ تمام جماعت کے افراد سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمارے ان بے گناہ بھائیوں کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ اس حادثہ کو سلسلہ کی اشاعت اور ترقی کا ذریعہ بنائے۔

خاکسار۔ اللہ دتا۔ جالندھری۔ از فلسطین

ایک اشتہار کی اشاعت کی ضرورت

ضلع جالندھر کے غیر احمدیوں کی طرف سے ایک اشتہار ہمارے خلاف شائع ہوا ہے۔ جس کا نام ہے "مالگدام"۔ اس کا جواب مولوی علی محمد صاحب اجمیری نے ٹریکٹ کی صورت میں شائع کرنے کے لئے لکھا ہوا ہے مگر اخراجات کی کمی کی وجہ سے اب تک نہیں چھپ سکا۔ اگر کوئی جماعت یا مستعد دو چار جماعتیں مل کر اس کے شائع کرانے کے لئے مجھے روپیہ بھیج دیں۔ تو بہت عمدہ ٹریکٹ شائع ہو سکے گا۔ ایک ہزار اشاعت کے لئے ۲۵ روپیہ اخراجات کا اندازہ ہے :-

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جناب ضیاء صاحب کی والدہ صاحبہ کا انتقال

بمبئی سے ۲۶ ستمبر کو حسب ذیل افسوسناک خبر بذریعہ تار موصول ہوئی ہے۔ جناب محمد اللہ بخش صاحب ضیاء کی والدہ صاحبہ کا ۲۵ ستمبر کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ۵۴ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ وہ عرصہ سے رگ کال سٹونز کی بیماری میں مبتلا تھیں۔ آپ پشاور میں بہت اثر رکھنے والی قابل خاتون تھیں۔ انہیں بمبئی میں اپریشن کے لئے لایا گیا تھا۔ اور ۲۱ ستمبر کو ان کا اپریشن ہوا تھا۔ کہ ۲۵ کو اچانک فوت ہو گئیں۔

ہمیں اس صدمہ میں ضیاء صاحب مکرم سے بہت ہمدردی ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں صبر کی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

جماعت احمدیہ کا یوم التبلیغ اور معاصر "انقلاب"

باہمی کشمکش دُور کرنے کے متعلق جماعت احمدیہ کی جدوجہد

قابلِ تعریف جذبہ اور قابلِ اصلاح غلط فہمی

معزز معاصر "انقلاب" نے اپنے ۲۳ ستمبر کے پرچہ میں ایک مضمون "قادیان کی احمدیہ جماعت کا یوم التبلیغ" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ جس جذبہ کے ماتحت یہ مضمون لکھا گیا ہے۔ اور جس کا اظہار دُوسرے عنوان "مسلمانوں کی قوتوں کو افسوسناک ضیاع سے بچاؤ" کے علاوہ مضمون کے اندر بھی کیا گیا ہے۔ اسے تو ہم قابلِ قدر اور لائقِ توصیف سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کا موجب چونکہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ جس کی اصلاح ضروری ہے۔ نیز بعض ایسے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ جو مزید غور و فکر کے محتاج ہیں۔ اس لئے ہم اس بارے میں اپنی گزارشات پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں:۔

"انقلاب" کا پیش کردہ خطرہ

معاصر موصوف نے اس مضمون کی اشاعت جس وجہ سے ضروری سمجھی ہے۔ اور جس خطرہ کا اظہار اس نے مختلف پیراؤں میں کیا ہے۔ وُہ اس غلط فہمی پر مبنی ہے۔ کہ "قادیان کی جماعت احمدیہ کا یوم التبلیغ" باہمی جنگ وجدال اور بحث و مباحثہ کا دروازہ اور زیادہ کھول دے گا۔ اور اس طرح باہمی کشمکش میں بہت زیادہ اضافہ ہوجائے گا۔ جس کے نتیجہ میں "مسلمانوں کی قوتوں کا افسوسناک ضیاع" عمل میں آئے گا۔ چنانچہ معاصر موصوف یوم التبلیغ کی مقررہ تاریخ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"۲۲ اکتوبر کو جو کچھ ہوگا۔ وُہ ظاہر ہے۔ یعنی جابجا احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مناظرے ہونگے۔ باقی جماعت احمدیہ کے مخصوص دعاوی۔ یا حیات و وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بحثیں ہونگی"

پھر اس مفروضہ کا نتیجہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ

"اس قسم کی سرگرمیوں کا نتیجہ باہمی کشمکش کو بڑھانے کے سوا اور کیا نکل سکتا ہے۔ دُوسرے مسلمان اس یوم تبلیغ کے ردّ کے لئے اٹھیں گے۔ یا خود احمدیت کے خلاف ایک یوم تبلیغ مقرر کریں گے۔ پھر خوب مناظرے ہونگے۔ مجادلے ہونگے۔ اور ممکن ہے بعض مقامات پر جھگڑوں اور ضمانتوں اور مقدموں کی نوبت بھی آجائے۔ اس طرح غیر مسلم حکومت کے مقرر کئے ہُوئے اکثر و بیشتر غیر مسلم ججوں کے رُو برو تبلیغ دینِ حق اور جذبۂ اصلاحِ مُسلمین کی جو گت بنے گی۔ وُہ محتاج بیان نہیں"

خدشات کے سدّباب کی کوشش

اگر خدانخواستہ یوم التبلیغ کا یہی نتیجہ رونما ہو۔ جس کا ذکر معاصر موصوف نے کیا ہے۔ تو بلاشُبہ یہ بات ہمارے لئے بھی نہایت ہی تکلیف دِہ اور افسوسناک ہوگی۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ اس قسم کے تمام خدشات کا سدباب کرنے کے لئے ہماری طرف سے پوری پوری احتیاط برتی جاتی ہے۔ اور ہر اس بات سے بکلی احتراز کیا جاتا ہے۔ جو کسی رنگ میں باہمی کشمکش کو بڑھانے اور کسی قسم کی بدمزگی پیدا کرنے کا موجب ہو۔ چنانچہ اس دن کسی احمدی کو اس بات کی اجازت نہ ہوگی۔ کہ کسی بحث یا مناظرہ کی طرح ڈالے۔ یا مجادلہ کا رنگ اختیار کرے۔ ہماری طرف سے تو عام طور پر بھی یہی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ مناظرہ اور مجادلہ سے احتراز کیا جائے۔ اور جب تک فریقِ مقابل کی طرف سے مجبُور نہ کر دیا جائے۔ اور ہمارے احتراز کو ہمارے عقائد کی کمزوری کا موجب قرار نہ دیا جائے۔ اس وقت تک ہم مناظرانہ رنگ اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ لیکن یوم التبلیغ کے متعلق تو یہ خاص ہدایت ہے کہ مناظرہ و مجادلہ سے پہلو تہی کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ محض دوستانہ طور پر تبادلۂ خیالات کیا جائے۔ اور جو شخص اس کے لئے تیار نہ ہو۔ اسے مجبُور نہ کیا جائے۔ بلکہ ایسے ہی اصحاب سے سلسلۂ گفتگو جاری کیا جائے۔ جو معقولیت کے ساتھ اس کے لئے تیار ہوں۔ اور اس کی خواہش رکھتے ہوں:۔

گزشتہ سال کا یوم التبلیغ

معاصر "انقلاب" کو غالباً یہ معلوم ہوگا۔ کہ گزشتہ سال بھی جماعت احمدیہ نے اسی قسم کا یوم التبلیغ منایا تھا جس قسم کے یوم التبلیغ کے متعلق اب اعلان کیا گیا ہے۔ اور اس موقعہ پر اپنی امن پسندی صبر و برداشت کی طاقت اور مخلصانہ رویہ سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہونچا دی تھی۔ کہ اس کی طرف سے کوئی ایسی بات رونما نہیں ہوسکتی۔ جو باہمی کشمکش کو بڑھانے کا مُوجب بن سکے۔ اس دن نہ تو "احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مناظرے" ہُوئے۔ اور نہ "مجادلے" نہ کہیں "جھگڑوں اور ضمانتوں اور مقدموں کی نوبت" آئی۔ نہ "غیر مُسلم حکومت کے مقرر کئے ہُوئے اکثر و بیشتر غیر مسلم ججوں کے رو برو تبلیغ دینِ حق اور جذبۂ اصلاحِ مسلمین کی گت بنی" بلکہ اس کے مقابلہ میں کئی مقامات کے معقول اور تعلیم یافتہ اصحاب نے تبادلۂ خیالات کے متعلق خوشی و مسرت کا اظہار کیا تھا۔ اور خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ اس سلسلہ کو جاری رکھا جائے۔ تاکہ باہمی غلط فہمیاں دُور ہو کر آپس میں اتحاد و یگانگت کی رُوح ترقی کر سکے:۔

"انقلاب" سے گزارش

ان حالات میں ہم معاصر موصُوف کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ۲۲ اکتوبر کا یوم التبلیغ بھی اسی رنگ میں منایا جائے گا۔ اور اس کی طرف سے جو یہ قابلِ قدر مشورہ دیا گیا ہے۔ کہ "اگر کوئی کج بحث مسلمان اس روز کسی احمدی کو مختلف فیہ مسائل کے متعلق مناظرے پر مجبُور بھی کرے گا۔ تو اس سے اعراض کیا جائے گا" اسے پُوری طرح ملحوظ رکھا جائے گا:۔

اس سے یقینی طور پر معاصر "انقلاب" کے پیش کردہ خطرہ کا تو انسداد ہوجاتا ہے۔ اور اسے اطمینان رکھنا چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے یوم التبلیغ باہمی کشمکش کو بڑھانے اور مجادلہ و مناظرہ کی طرح ڈالنے کا موجب نہیں ہوسکتا۔ البتہ ممکن ہے۔ کہ بعض دُوسرے لوگوں کی طرف سے اس موقعہ پر احمدیوں کے متعلق تشدد اور سختی کا اسی طرح اظہار ہو۔ جس طرح گزشتہ سال ہُوا تھا۔ لیکن وُہ ایسے ہی لوگ تھے۔ جن کی جنگ وجدال کی سپرٹ اور مجادلہ و مناظرہ کی خواہش کا یوم التبلیغ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ وُہ ہر حالت اور ہر موقعہ پر اپنی اس روش کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ کہ ہر قدم پر جماعت احمدیہ کے خلاف عوام کو مشتعل کر کے باہمی کشمکش اور بے مزگی کو بڑھاتے رہیں۔ معاصر "انقلاب" بھی ایسے لوگوں کی سرگرمیوں سے ناواقف نہیں۔ اور ہم اس سے گزارش کریں گے۔ کہ وُہ اس قسم کے لوگوں کو نصیحت کرے۔ کہ وُہ باہمی جنگ وجدال سے احتراز کریں۔ اور اپنی غیر معقول روش سے باز آئیں:۔

غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرنے کا مشورہ

معاصر موصوف نے اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ کہ ہر اسلامی فرقہ کو غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور مختلف پہلوؤں سے اس کی ضرورت و اہمیت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"جماعت احمدیہ کے ایک اخبار کی قریبی اشاعت میں یوم التبلیغ کا اعلان ہوا ہے۔ جس میں ہر احمدی مرد اور عورت کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کہ وُہ آئندہ ۲۲ر اکتوبر کا دن کلیتہً تبلیغ میں صرف کرے۔ اگر یہ تصریح کر دی جاتی۔ کہ ۲۲ر اکتوبر کو ہر احمدی مرد۔ اور عورت کے لئے غیر مسلم مردوں اور عورتوں میں جا کر اسلام کی تبلیغ کرنا لازم ہوگا۔ تو ہم احمدیہ جماعت کے عقائد سے بعض شدید اختلافات کے باوجود اس یوم تبلیغ کی تہ دل سے تائید کرتے۔ اور مسلمانوں کے دوسرے فرقوں اور طبقوں سے بھی کہتے۔ کہ وُہ اس نیک مثال سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کی پیروی کریں۔ اور اس طرح تمام فرقے متحدہ طور پر نہیں۔ تو علیحدہ علیحدہ سال بھر میں ایک ایک دن لازماً تبلیغ کے لئے وقف کر دیں"!

جماعت احمدیہ کو غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام سے روکنے والے لوگ

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے لئے ۲۲ر اکتوبر کا یوم التبلیغ مقرر کرتے ہوئے باہمی کشمکش کے خطرہ کے انسداد کا ہر ممکن پہلو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی خاص ہدایات کے سلسلہ میں ہر احمدی کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ وُہ باہمی بیگانگت اور تنفر کو دُور کرنے کی کوشش کرتا ہوا دوستانہ تعلقات استوار کرنے اور رسم اخوت قائم کرنے کا پُوری طرح خیال رکھے۔ لیکن ان لوگوں کا کیا علاج ؟ - جو ہر ہر قدم پر احمدیوں سے اُلجھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ جس طریق تبلیغ کے اختیار کرنے کا ذکر معاصر "انقلاب" نے کیا ہے۔ اور جس کے لئے جماعت احمدیہ نے پہلے سے ہی یوم التبلیغ مقرر کیا ہوا ہے۔ یعنی اس دن کلیتہً غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کی جاتی ہے۔ اس کی مخالفت سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ ۵ - مارچ ۱۹۳۳ء کو جس یوم التبلیغ کے متعلق اعلان کیا گیا۔ اور جس کے متعلق واضح اور غیر مشتبہ الفاظ میں لکھ دیا گیا تھا۔ کہ "اس دن مخاطب ہندو ہوں مسلمان نہ ہوں۔ اس دن اہل ہنود کو مخاطب کیا جائے۔ سکھوں اور عیسائیوں کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جہاں دیگر مذاہب کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ انہیں بھی اسلام کی تبلیغ کی جاتے"۔

اس موقعہ پر بھی جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنے کے لئے بعض لوگ کھڑے ہو گئے تھے۔ اور یہاں تک لکھ دیا تھا۔ کہ

"۵ - مارچ کو ہندوستان کے ہر شہر اور قصبہ میں مرزائیت کے خلاف جلسے کئے جائیں۔ اور ان جلسوں میں مرزا جی کے کذبات و تناقضات عقائد باطلہ اور اتٹ سنٹ الہامات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی جائیں" (زمیندار ۱۷ - فروری)

پھر اسی پر بس نہ کی گئی تھی۔ بلکہ "ہندوؤں کے نام مسلمانوں کا پیغام" اشتہارات کی صورت میں شائع کر کے مختلف شہروں میں تقسیم کئے گئے۔ اور ان میں لکھا گیا تھا۔ کہ

"پہلے تو ہر سال قادیانی تبلیغ کے لئے ایک دن مقرر کر کے صرف مسلمانوں کو تنگ کیا جاتا تھا۔ مگر اس سال ہندوؤں کو بھی مخاطب کیا گیا۔ مسلمان قادیانیوں کی ان حرکات اور اعلانات کو (جو غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے متعلق کئے گئے) انتہائی کمینگی سمجھتے ہیں"

معاندین جماعت احمدیہ کو تلقین کی ضرورت

یہ جماعت احمدیہ کو غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرنے سے روکنے کی نہایت ہی افسوسناک کارروائی تھی۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس فطرت اور قماش کے لوگ تو اس وقت بھی احمدیوں سے اُلجھنے، باہمی کشمکش کو بڑھانے۔ اور فتنہ و شرارت پیدا کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ جبکہ احمدی کلیتہً غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔ ہر محب اسلام کا فرض ہے۔ کہ ایسے لوگوں کے خلاف آواز اٹھائے۔ مگر افسوس کہ ان کو اس وقت تک یہ تلقین کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ کہ

"ہندوستان میں خدا کے ۳۵ - کروڑ بندے آباد ہیں۔ اور ان میں زیادہ سے زیادہ آٹھ کروڑ ایسے ہیں۔ جو توحید کی اس پاک تعلیم کے اعتقاداً قائل ہیں۔ باقی ستائیس کروڑ ابھی تک اس نور ہدایت سے بے بہرہ اور اس مشکوٰۃ ربانی کی ضیا گستری سے محروم ہیں۔ کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ حضور خواجۂ دوجہاں صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ آٹھ کروڑ حلقہ بگوش اپنے اپنے خیال۔ اپنے اپنے طریقوں۔ اور اپنے اپنے عقیدوں کے مطابق ان ستائیس کروڑ انسانوں کی طرف بھی رُخ کریں۔ اور ان تک پیغام حق پہونچائیں۔ اہل حدیث اپنے عقیدے کے مطابق حنفی اپنے عقیدے کے مطابق۔ شیعہ اپنے عقیدے کے مطابق احمدی اپنے عقیدے کے مطابق یہ اہم کام انجام دیں۔ جب تمام گروہ اپنے اپنے دوائر میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تو کم از کم خدائے بزرگ و برتر، حضرت ختم رسل صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک پر تو ستائیس کروڑ انسان جو اس وقت غیر مسلم ہیں۔ فی الجملہ متفق ہو جائیں گے۔ خواہ حنفیوں کے عقیدے کے مطابق ہوں۔ یا اہلحدیث یا شیعہ یا احمدی یا کسی دوسری جماعت کے مطابق ہوں"

مسلمانوں کے ادبار کی وجہ

غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام نہایت ضروری ہے۔ اور جماعت احمدیہ اپنے اس فرض کو بھولی ہوئی نہیں۔ بلکہ اس کے لئے بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے اتنی سرگرمی اور اس قدر جدوجہد کر رہی ہے جس کی مثال مسلمانوں کا کوئی اور فرقہ قطعاً نہیں پیش کر سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ یہ بھی ضروری سمجھتی ہے۔ کہ مسلمانوں کو اسلام کی صحیح تعلیم سے واقف کیا جائے۔ اور اس کے عامل بنایا جائے، تاکہ ان میں وُہ رُوح پیدا ہو۔ جو اسلام ہر ایک مسلم میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور جو دینی و دُنیوی ہر قسم کی کامیابی کی ضامن ہے، کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ اس وقت جبکہ مسلمان بے سر و سامانی کے باوجود ساری دُنیا پر چھا گئے۔ اور دُنیا کی کوئی بڑی سے بڑی حکومت اور طاقت ان کے مقابلہ پر نہ ٹھیر سکی۔ ان کی تعداد اس سے بہت ہی قلیل تھی۔ جتنی کہ اب ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے، کہ مسلمان ہر جگہ ذلت و ادبار کا شکار ہو رہے ہیں ان کی کوئی عزت و وقعت نہیں۔ جو بھی اُٹھتا ہے۔ انہیں کچل کر رکھ دیتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ مسلمان حقیقی مسلمان نہیں رہے۔ ان میں اسلامی رُوح نہیں پائی جاتی۔ ان میں وُہ ہمت اور بلند حوصلگی باقی نہیں رہی۔ جو ہر مسلمان کا خاصہ ہے۔ ان حالات میں سب سے ضروری چیز یہ ہے۔ کہ ان میں صحیح اسلامی سپرٹ پیدا کی جائے۔ اور جس قدر زیادہ مسلمانوں میں یہ سپرٹ پیدا ہوگی۔ اسی قدر ان کی باہمی کشمکش کم ہوگی اور انہیں غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرنے میں کامیابی حاصل ہو سکے گی:۔

اصلاح عقائد کی ضرورت

ہمارے نزدیک مسلمانوں کی تمام ذلتوں تمام خانہ جنگیوں تمام لڑائی جھگڑوں کا موجب وُہ خرابیاں ہیں۔ جو ان کے عقائد اور اعمال میں پیدا ہو چکی ہیں، اور جب تک وُہ خرابیاں دُور نہ ہوں گی۔ دُنیا میں نہ تو وُہ خود کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ اور نہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو سکے گا۔ اس لحاظ سے جب ہم مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تو اس میں جہاں ان کی ذات کے متعلق خیر خواہی اور بہتری مدنظر ہوتی ہے۔ وہاں دُنیا میں اسلام کے غلبہ اور شوکت کا قیام بھی ہمارے پیش نظر ہوتا ہے اور چونکہ ہمیں اس بات پر حق الیقین حاصل ہو چکا ہے۔ کہ صحیح اسلامی تعلیم وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائی ہے۔ اور مسلمانوں کی ترقی و عروج کے لئے۔ اور قعر مذلت سے نکلنے کا یہی ذریعہ ہے۔ اور اسی کو پیش کر کے دُنیا میں اشاعت اسلام ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ اس کی اشاعت و تبلیغ میں ہر ممکن سعی عمل میں لائیں:۔

اس بارے میں ہم چونکہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ اپنے معروضات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ مگر مضمون طویل ہو گیا ہے۔ اس لئے دُوسرے مضمون میں بیان کریں گے۔ اور بتائیں گے۔ کہ جو عقائد ہم نے اپنے لئے پسند کئے۔ جن کی صداقت ہم پر پوری طرح ظاہر ہو چکی۔ جو اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ہیں۔ اور جن کی خاطر ہم نے اس وقت تک ہر قسم کی مشکلات اور مصائب برداشت کیں۔ اور آئندہ بھی بتوفیق الٰہی اس کے لئے تیار ہیں۔ ان کی اشاعت ہم کیوں ضروری سمجھتے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

دُنیاوی زندگی کھیتی سے بہت مشابہ ہے

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب

فرمودہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

زندگی جو اس دنیا میں ہر انسان کو عطا کی گئی ہے۔ اس کی کیا غرض ہے۔ اور یہ کیوں دی گئی۔ یہ ایک سوال ہے۔ جس کے جواب میں قرآن مجید میں

انسانی زندگی کی غرض

اس طرح بتائی گئی ہے۔ کہ انسان کی اصل زندگی تو وہ ہے جو موت کے بعد شروع ہوتی ہے۔ جبکہ ابدالآباد زندگی ملتی ہے یہ زندگی اصل مقصود نہیں۔ بلکہ

آخرت کے لئے کھیتی

ہے۔ یہ اس لئے ہے۔ کہ تا جس طرح زمیندار کھیتی سے کام لیتا۔ غلہ پیدا کرتا۔ اس سے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا۔ اور دوسرے کئی رنگوں میں فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسی طرح انسان اس زندگی سے جو بطور کھیتی ہر انسان کو عطا کی گئی ہے۔ فائدہ اٹھائے۔ اور زندگی کو اس طرح کام میں لائے۔ جس طرح زمیندار کھیتی کو اپنے کام میں لاتا ہے۔ جس طرح زمیندار کھیتی میں غلہ بوتا۔ بعد ازاں اسے کاٹتا بیچتا۔ اور نہ صرف اپنے نفس اور اہل و عیال کے لئے بلکہ ملک اور قوم کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اسی طرح ہماری یہ زندگی بھی کھیتی ہے۔ اس مشابہت سے ہم یہ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ کہ ہمیں اپنی زندگی کو کس طرح گزارنا چاہیئے۔ اس کے لئے ہمیں دیکھنا ہوگا۔ کہ زمیندار کھیتی کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔ اگر ہم غور کریں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اگر ایک زمیندار کے پاس

سو بیگھہ زمین

ہے۔ تو وہ ایسا نہیں کرتا۔ کہ دو تین بیگھہ میں غلہ بوئے۔ اور باقی زمین خالی رہنے دے۔ بلکہ وہ ساری زمین کو بوتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس سینکڑوں مربعہ جات ہوتے ہیں۔ وہ سب کو آباد کرتے ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ دو چار کو آباد کریں۔ اور باقی بنجر پڑے رہنے دیں۔

پس ہمیں نظر آتا ہے۔ کہ وہ زمین جو اس

چند روزہ زندگی

کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اسے زمیندار پورے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اور کوئی حصہ اس کا خالی نہیں چھوڑتا۔ یہی نہیں۔ کہ وہ کوئی حصہ خالی نہیں چھوڑتا۔ بلکہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ کھاد ڈالتا ہے۔ ہل چلاتا ہے پانی دیتا ہے۔ جب چند روزہ زندگی کے لئے ایک زمیندار اس قدر کوشش کرتا ہے۔ تو یہ زندگی جو آخرت کے لئے کھیتی ہے اس میں ہمیں

زمیندار کی نسبت زیادہ کوشش

کرنی چاہیئے۔ اور اس زندگی سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور اگر زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ تو کم از کم اس کے برابر ہی کوشش کرنی چاہیئے۔ جس طرح زمیندار اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ ساری زمین کو کام میں لائے۔ اسی طرح ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ ہم اپنی ساری زندگی کو جو کھیتی کی طرح ہے۔ کام میں لائیں۔ اور ہماری زندگی کا کوئی حصہ یعنے

دن رات کا کوئی لمحہ

خالی نہ گزرے۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ ہم اپنی زندگیوں کو آباد کریں۔ اور اس غرض کے لئے ہمارا کوئی گھنٹہ غفلت میں نہیں گزرنا چاہیئے ورنہ ہم اس زندگی کو ضایع کرنے والے ہوں گے۔ پس ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا ہم اسی طرح کوشش کرتے ہیں۔ جس طرح زمیندار زمین آباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا ہم غفلت سے کام لیتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے۔ تو ہمارا

برعکس معاملہ

ہوتا ہے۔ ہماری زندگی کا اکثر حصہ غفلت میں گزر جاتا ہے۔ ہم بھول جاتے ہیں اس بات کو کہ ہماری زندگی کی غرض کیا ہے۔ بے شک لوگ

نماز کے لئے

مسجد میں آجاتے ہیں۔ لیکن بعض وہ ہیں۔ جو گھروں پر ہی نماز پڑھ لینا کافی سمجھتے ہیں۔ پھر جو لوگ مسجد میں آتے ہیں۔ وہ بھی پوری کوشش نہیں کرتے۔ کہ اپنے اوقات سے فائدہ اٹھائیں اور جس طرح زمیندار اپنی زمین کا کوئی حصہ خالی نہیں چھوڑتا اسی طرح وہ بھی اپنے اوقات کو رائگاں نہ کھوئیں۔ بلکہ جب وہ مسجد میں آتے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں۔ تو ان کا سارا وقت اول اور خیالات میں گزر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سلام پھر جاتا ہے۔ غرض نماز کے لئے جو اوقات مقرر ہیں۔ ان میں بعض لوگ تو آتے ہی نہیں بعض گھروں میں نماز پڑھ لینا کافی سمجھتے ہیں۔ اور جو مسجد میں آتے ہیں۔ ان میں سے کئی اس وقت سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتے۔

دیکھو

اللہ تعالےٰ کا منشاء

یہ ہے۔ کہ ہم صرف نماز میں ہی خدا تعالےٰ کو یاد نہ کیا کریں۔ بلکہ باقی اوقات میں بھی اس کا ذکر کریں۔ مثلاً آج جمعہ ہے۔ جمعہ کے بعد اگرچہ خدا تعالےٰ نے

دنیاوی کاروبار کی اجازت

عطا فرمائی ہے۔ مگر حکم دیا ہے۔ کہ ہم اس وقت بھی خدا تعالےٰ کو یاد رکھیں۔ تا ہماری یہ غرض کہ آخرت میں ہمیں نجات حاصل ہو۔ پوری ہو جائے۔ اس حکم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے یاد کرنے کا صرف نماز کا ہی وقت نہیں۔ بلکہ اور بھی اوقات ہیں۔ اسی طرح جب جنگ کا وقت ہوتا ہے

جان خطرات میں

گھری ہوئی ہوتی ہے۔ اس وقت بھی حکم ہے۔ کہ نماز پڑھو۔ اور یہ بھی حکم ہے۔ کہ جب نماز سے فارغ ہو جاؤ۔ تو یہ نہ سمجھو۔ کہ تم

عبادت سے فارغ

ہو گئے۔ بلکہ بعد ازاں لڑتے ہوئے بھی خدا کو یاد رکھو۔ غرض کوئی ایسا وقت نہیں جس میں انسان کو یہ اجازت ہو۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کو بھلا دے۔

بے شک یہ درست ہے۔ کہ زمیندار بعض اوقات زمین کو خالی چھوڑ دیتا ہے۔ تا بار بار بونے سے جو کمزوری اس زمین میں پیدا ہو گئی ہے۔ وہ دور ہو جائے۔ لیکن وہ یہ کام بھی فائدہ حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے بھی زندگی میں ایک

نیند کا وقت

رکھا ہے۔ یہ اس لئے ہے۔ کہ تا ہم آرام کریں۔ اور تازہ دم ہو کر پھر اللہ تعالے کے احکام کی تعمیل میں کمر بستہ ہو جائیں۔ نیند کا وقت بالکل ویسا ہی ہوتا ہے۔ جس طرح زمیندار زمین کو خالی چھوڑ دیتا ہے۔ تاکہ وہ

نئے سرے سے طاقت

حاصل کرے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک زمیندار نے کچھ وقت کے لئے زمین سے فائدہ اٹھانا چھوڑ دیا۔ لیکن دراصل وہ زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے اسے خالی چھوڑتا ہے۔ اسی طرح نیند سے ہماری غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ کام کرنے سے جو طاقتیں مضمحل ہو گئی ہیں۔ وہ پھر تازہ ہو جائیں۔ اور ہم پھر کام کرنے کے قابل ہو سکیں۔ جس طرح زمیندار کا زمین کو خالی چھوڑنا زمین کو ضائع کرنا نہیں۔ بلکہ مفید بنانا ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم بھی اپنی

نیند کا حقیقی مقصد

سمجھ لیں۔ تو ہمارا سونا بھی وقت کو ضائع کرنا نہیں ہو گا۔ بلکہ وہ بھی کام سمجھا جائے گا۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں۔ زمین کے بعض حصوں میں زمیندار اپنے لئے غلہ بوتا ہے۔ اور بعض حصوں میں ایسی چیزیں بوتا ہے۔ جو بیلوں وغیرہ کے چارہ کا کام دیتی ہیں لیکن درحقیقت بیلوں کے لئے جو چارہ بویا جاتا ہے۔ وہ بھی کھیتی کے فائدہ کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح دنیا میں جب ہم ایسے کام کریں۔ جو بظاہر عبادت نہ ہوں۔ تو ان کو بھی ایسے طرز پر بجا لانا چاہیئے۔ کہ وہ خدا کے لئے ہو جائیں۔ مثلاً جب ہم اپنے

بیوی بچوں کی پرورش

کریں۔ تو ہمارے سامنے یہ مقصد ہو۔ کہ ہم کسی کے محتاج نہ ہوں اور خدا تعالے کے نیک بندے بنیں۔ جس طرح زمیندار جب بیلوں کو چارہ کھلاتا ہے۔ تو یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ زمین کا وہ حصہ رائگاں گیا جس میں چارہ بویا گیا۔ اسی طرح اگر ہم اپنے جسموں کو غذا پہنچائیں۔ اور بیوی بچوں کی پرورش کریں۔ تو اس میں اگر یہ مقصد سامنے رکھیں گے۔ کہ اس کے نتیجہ میں ہمیں خدا کی عبادت کے لئے طاقت ملے۔ تو ہمارے یہ کام بھی عبادت ہی شمار کئے جائیں گے۔ پس

زمیندار کی مثال

ہمارے لئے ایک نہایت ہی اعلےٰ نمونہ ہے۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ تمہاری اس زندگی کی مثال کھیتی کی مانند ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ جس طرح زمیندار کا ہر کام کھیتی کے لئے سمجھا جاتا ہے۔ خواہ وہ غلہ پیدا کرتا ہو۔ یا چارہ۔ اسی طرح ہمارا ہر کام ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ہماری زندگی کی اصل غرض کو پورا کرنیوالا ہو۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہم ہر وقت خدا تعالے کو یاد رکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ

دست در کار دل با یار

اگر ایک لوہار دوکان پر لوہا کوٹ رہا ہے۔ یا سنار زیور تیار کر رہا ہے تو ساتھ ہی اسے خدا تعالےٰ کو یاد کرتے رہنا چاہیئے۔ مگر افسوس ہے۔ بعض لوگ جب نماز پڑھنے کے لئے آتے بھی ہیں۔ تو وہ مسجد میں جو

عبادت کا وقت

ہوتا ہے۔ اسے بھی ضایع کر دیتے ہیں۔ ان کا آنا اور جانا ہی ہوتا ہے۔ خیالات کہیں ہوتے ہیں۔ اور وہ خود کہیں۔ پس وہ

خدا کی یاد سے غافل

رہتے ہیں۔ ان کی زندگی کھانے پینے پہننے اور سونے میں گزر جاتی ہے۔ اور کبھی انہیں بھولے سے بھی خیال نہیں آتا۔ کہ وہ دنیا میں کیوں آئے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اپنی زندگی کی غرض کو یاد رکھیں۔ اور ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیں۔ جس طرح زمیندار کھیت کا ایک چپہ بھی ضائع نہیں کرتا۔ اسی طرح ہمیں بھی زندگی کا ایک لمحہ تک ضایع نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ نمازیں اور نماز کے علاوہ بھی خدا کو یاد کرتے رہنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے گا۔ تو وہ اس زندگی کا ایک

اچھا زمیندار

سمجھا جائے گا۔ اور موت کے بعد اسے معلوم ہو گا۔ کہ اس نے روحانی غلے کا ایک بہت بڑا انبار جمع کر لیا۔ جو اس کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہو گا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے

ذکر و فکر

تقدیر و تدبیر

اے عزیز تقدیر و تدبیر کا جھگڑا ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ اور سمجھنے کے لئے کئی طرح سے اس کا حل ہو سکتا ہے۔ مگر یہ جو لوگ جھگڑتے ہیں کہ ان میں سے ایک صحیح ہے۔ اور دوسری غلط یہ طریقہ دھوکا کا ہے۔ بعض باتیں خدا تعالےٰ کی تقدیر براہِ راست چلاتی ہے۔ اور بعض باتوں کا اجر بندہ کی تدبیر کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ مترتب کرتا ہے۔ پھر بعض باتیں ایسی بھی ہیں۔ کہ ایک حصہ ان کا تقدیر پورا کرتی ہے۔ اور دوسرا حصہ تدبیر یعنی دونوں باتوں کے شامل ہونے سے تکمیل اس امر کی ہوتی ہے۔ نہاں نہ اکیلی تقدیر کچھ کرتی ہے۔ نہ اکیلی تدبیر کچھ کام آتی ہے

اسی طرح ایک حل اس مسئلہ کا اس طرح پر بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو مجملاً ۲ جماعتوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ ایک حصہ کا نام میں "تقدیرئے" رکھتا ہوں۔ دوسرے کا نام "تدبیرئے" اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ تقدیریا تدبیر نہیں کرتا۔ یا تدبیرئے پر تقدیر نہیں چلتی۔ بلکہ حکم اکثر پر ہے۔ اور تقدیرئے ہم ان لوگوں کو کہیں گے۔ جن کے اکثر کام تقدیر سے سرانجام پاتے ہیں۔ اور تدبیرئے وہ لوگ ہیں۔ جن کے اکثر کام تدبیر سے وابستہ ہیں۔ اور یہ جماعتیں الگ الگ ہیں۔ ہاں ایک جماعت کا انسان ترقی کر کے دوسری میں یا دوسری کا تنزل کر کے پہلی میں آ سکتا ہے۔ تقدیرئے وہ لوگ ہیں۔ جو نہ صرف زبانی طور سے بلکہ دل کے یقین سے تقدیر کے قائل ہوتے ہیں اور عملاً ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ تقدیر پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور تدبیروں میں منہمک نہیں ہوتے۔ برخلاف اس کے جو تدبیرئے ہیں۔ وہ زبان اور حال دونوں سے تدبیر کے قائل ہوتے ہیں۔ اور اپنے ہر کام میں تدبیر کو کام میں لاتے اور اس پر اعتماد رکھتے ہیں۔ غرض یہ دونو جماعتیں منشائے الٰہی کے مطابق الگ الگ دائرہ میں کام کرتی ہیں۔ اور کسی کو کسی پر اعتراض نہیں ہونا چاہیئے خدا کے حضور ان کے اپنے اپنے مدارج ہیں۔ اگر تدبیریا تقدیر پر اپنے کام چھوڑ دے۔ تو ناکام رہیگا۔ اور اگر تقدیریا تدبیریں لگ جائے۔ تو زک اٹھائیگا۔ پس ایک فریق کا دوسرے پر اعتراض کرنا غلط ہے۔ اگر تقدیریا تدبیرئے سے کہیگا۔ کہ دیکھو میرے سب کام تقدیر سے چلتے معلوم ہوتے ہیں۔ تم بھی تدبیر چھوڑ دو۔ تو یہ اسکی غلطی ہے کیونکہ ایسا کرنے سے تدبیرئے کے سب کام درہم برہم ہو جائیں گے۔ اسی طرح اگر تدبیریا تقدیرئے سے کہیگا۔ کہ بھائی خدا نے فرمایا ہے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ سو جو کرو گے نتیجہ ملیگا۔ تم تدبیر ہر کام کی کیا کرو۔ اس پر اگر تقدیریا اسکی بات مان لیگا۔ تو یا اس کے سب کام درہم برہم ہو جائیں گے۔ یا وہ تنزل پا کر ادنےٰ جماعت میں داخل ہو جائیگا۔ ایک بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جتنا جتنا کوئی شخص مقرب بارگاہ ایزدی ہوتا جاتا ہے۔ اتنا اتنا وہ تقدیریا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور جسقدر کوئی دنیا اور اس فانی زندگی کے کاموں میں منہمک ہوتا جاتا ہے۔ اتنا اتنا وہ تدبیریا ہوتا جاتا ہے۔ اس میں صرف انبیاء کا استثنا

[illegible]

۴۴ قد غضبات لکھ رہا ہوتا ہے۔ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ کھانا کپڑا ان کے گھر پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر کہا جاتا ہے۔ کہ اے عبد القادر مجھے میری قسم تو یہ کھا اور مجھے میری قسم تو یہ پہن۔ اسی طرح درمیانی مدارج ہیں۔ پس اے عزیز جب

ہے۔ کیونکہ نبی امیر غریب۔ جاہل عالم۔ عقلمند۔ بیوقوف تقدیرئے تدبیرئے سب کے لئے نمونہ ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ تدبیر اور تقدیر دونوں باتوں کے کمال کے نمونے دکھاتے ہیں۔ تاکہ ہر قسم کے لوگوں کے لئے اسوہ اور رہبری کا کام دیں۔ وہ تدبیر کرتے ہیں۔ تو اس کو بھی کمال تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور تقدیر پر کام چھوڑتے ہیں۔ تو اس کو بھی حد تک پہنچا دیتے ہیں۔

فرض کرو۔ کہ میرا ایک بیٹا اور ایک نوکر ہے۔ میرے لحاظ سے وہ بیٹا "تقدیریا" ہے۔ اور نوکر "تدبیریا" نوکر جتنا کام کرے گا۔ اتنی تنخواہ لے گا زیادہ محنت کرے گا۔ انعام پائے گا۔ نقصان کرے گا سزا پائے گا۔ یہی معاملہ تدبیریوں کے ساتھ خدا کرتا ہے۔ برخلاف اس کے بیٹا کام کرے نہ کرے۔ میرے ذمہ اس کا کھلانا پلانا ہے۔ وہ کہے نہ کہے۔ مجھے اس کے کپڑے بنا کر دینے پڑیں گے۔ وہ اگر بیمار ہو۔ خواہ مونہہ سے نہ بولے۔ مگر مجھے خود اس کا فکر ہو گا۔ میں اس سے پوچھوں گا۔ طبیب کو بلاؤں گا۔ اس کے علاج میں محنت کروں گا۔ جوان ہو گا۔ تو مکان بنا دوں گا۔ شادی کرا دونگا اس کے لئے کام تلاش کروں گا۔ غرض اپنی طرف سے بغیر اس کی طلب کے اس کے ہر آرام کا خیال رکھونگا۔ یہی معاملہ تقدیریوں کے ساتھ خدا کرتا ہے بشرطیکہ وہ واقعی تقدیرئے ہو جائیں۔ یعنی اس کا قرب حاصل کریں۔ تو ایسے لوگوں کو قصور پر سزا ملتی ہے۔ بلکہ پہلے ہی کہدیا جاتا ہے۔ اعملوا ما شئتم فانی

مذاہب غیر

ویدک لٹریچر

ویدک لٹریچر ایک ایسی چیز ہے۔ جس کی حقیقت سے خود ہندو اور مذہبی خیالات کے ہندو بھی بہت کم آگاہ ہیں چہ جائیکہ کوئی غیر ہندو اس سے پوری طرح واقف ہو سکے ہم ناظرین کے معلومات میں اضافہ کی غرض سے ویدک لٹریچر کے متعلق بعض دلچسپ باتیں درج ذیل کرتے ہیں

رگ وید

یورپین محققین کی تحقیقات کے مطابق رگ وید سب سے پرانا وید ہے۔ جس کی تدوین کا اندازہ قبل مسیحؑ کے تین اور چار ہزار برس کا درمیانی عرصہ لگایا جاتا ہے۔ رگ وید میں ایک ہزار اٹھائیس منظوم دعائیں ہیں۔ جن میں مختلف دیوتاؤں کی تعریف بھی ہے۔ رگ وید کے مدونین نے اسے دس ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر ایک حصہ کے آغاز میں اس رشی کا نام جس کی طرف وہ منسوب ہے۔ اس دیوتا کا نام جس کی شان کا اظہار اس کے اندر ہے۔ اور اس خاص بحر کا نام جس میں وہ لکھا گیا ہے۔ دیا گیا ہے۔ ان سب چیزوں کا علم بجائے خود ویدک لٹریچر میں علوم کی ایک مستقل شاخ ہے۔ جسے پراتیشاکھیا کہا جاتا ہے۔ ویدوں میں مندرج دعاؤں کے پڑھنے کا بھی ایک مخصوص طریق ہے۔ جو علم تجوید کی طرح ایک مستقل علم ہے اور بہت ادق ہے۔ اسے کسی اعلیٰ درجہ کے استاد کی مدد کے بغیر حاصل کرنا مشکل ہے۔ ہر ایک لفظ کا اتار چڑھاؤ قدیم ایام سے مقرر ہے۔ جس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنا پاپ خیال کیا جاتا ہے۔

رگ وید کی زبان

رگ وید کے مختلف حصوں کی زبان میں بھی فرق ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بعض حصص بہت پرانے ہیں۔ اور بعض نسبتاً کم عرصہ کے ہیں۔ گویا مختلف حصے مختلف زمانوں میں ترتیب دیئے گئے ہیں۔ یورپین محققین رگ وید کے ساتویں باب کو قدیم ترین اور دسویں کو جدید ترین قرار دیتے ہیں۔ ان کا خیال یہ بھی ہے۔ کہ رگ وید کی زبان بہت حد تک ژند اوستا سے ملتی جلتی ہے۔ چنانچہ جرمنی میں دونوں کتابوں کی تعلیم ساتھ ساتھ دی جاتی ہے۔

سام وید

رگ وید کے بعد قدامت کے لحاظ سے سام وید کا درجہ ہے۔ جس کے الفاظ رگ وید سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ اور رگ وید کی طرح یہ بھی دعائیہ نظموں پر مشتمل ہے۔ فرق صرف پڑھنے کی طرز میں ہے۔ سام وید ایک خاص لحن سے پڑھا جاتا ہے۔

یجر وید

تیسرا وید یجر ہے۔ جس میں مختلف تقریبات اور مواقع پر جو فرائض بجالانے ضروری ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ یجر وید کے دو حصے ہیں۔ جنہیں شاکھا کہا جاتا ہے۔ ایک کرشن یجر وید اور دوسرا شکل یجر وید۔ لیکن ان میں بہت کم فرق ہے۔

اتھروَن وید

چوتھا وید اتھروَن ہے۔ یہ وضع اور ترکیب کے لحاظ سے رگ وید سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے۔ اس میں زیادہ تر تعویذ۔ گنڈے اور بھوت پریت کو دفع کرنے اور ان کے بد اثرات سے محفوظ رہنے کے طریق درج ہیں

ویدوں میں تاریخ

آریہ سماج کی طرف سے ویدوں کو آسمانی اور الہامی کتابیں ثابت کرنے کے لئے ہمیشہ یہ اصل پیش کیا جاتا ہے۔ کہ آسمانی کتاب اور ایشوری ہدایت نامہ میں تاریخی واقعات اور وہ امور جو بظاہر روحانیت سے تعلق نہیں رکھتے۔ درج نہیں ہونے چاہئیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ اس اصل کے مطابق بھی ویدوں کی صداقت ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ویدوں کے اندر تاریخی امور بیان ہیں۔ مثلاً رگ وید میں ایک مشہور بھجن ندیوں کا بھجن ہے۔ جس سے آریوں کا بتدریج وسط ایشیاء سے ہندوستان میں آنا معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح دسویں باب کے بھجن نمبر ۹۰ میں جسے پرش سوکت کہتے ہیں۔ مختلف ورنوں کی ایک دوسرے سے علیحدگی کا ذکر ہے۔

برہمنہ میں قصص وحکایات

ویدک لٹریچر کا دوسرا حصہ برہمنہ ہے۔ اور ایک وید کے ساتھ کئی کئی برہمن منسوب ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان میں عبادات اور ان کی بجا آوری کے طریق بھی بیان ہیں۔ لیکن قدیم قصص وحکایات اور واقعات بھی درج ہیں۔ مثلاً ایک برہمنہ کا نام اتیریا ہے۔ جو رگ وید سے متعلق ہے۔ اس میں ہرلیش چندر کا قصہ درج ہے۔ شت پتھ برہمنہ میں جو شکل یجر وید سے متعلق ہے۔ کئی قصے اور واقعات درج ہیں۔ ایک طوفان کی تاریخ اور منو کا ذکر وضاحت سے کیا گیا ہے۔

ارن ینگ اور اپنشد

ان برہمنہ کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز بھی ہے۔ جس کو ارن ینگ کہتے ہیں۔ یعنے جنگل اور بیابان میں تحریر کردہ رسائل ان کے بعد اپنشدوں کا درجہ ہے۔ جس کو ویدانت یعنی ویدوں کا ضمیمہ کہتے ہیں۔ یہ بھی برہمنہ اور انگوں کی طرح مختلف ویدوں کے ضمیمے سمجھے جاتے ہیں۔ اپنشدوں کی تعداد سو سے زیادہ ہے لیکن عام طور پر مروجہ متداول صرف دس ہیں

شرتی اور سمرتی

ان تمام چیزوں پر بالعموم لفظ وید کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور انہیں شرتی کہا جاتا ہے یعنی وہ چیز جو نہ آنکھوں سے پڑھی گئی۔ اور نہ قلم سے لکھی گئی۔ بلکہ دل پر القاء ہوئی۔ ہندوؤں کا عقیدہ یہی ہے۔ کہ یہ چیزیں ایک غیبی آواز کے طور پر بعض رشیوں پر نازل ہوئیں۔ اور ان کے ذریعہ سے آج تک نسلاً بعد نسلٍ دنیا میں رائج ہیں۔

ان کے علاوہ ہندوؤں کے مذہبی لٹریچر کا ایک اور بڑا حصہ ہے۔ جو مختلف رسائل کے ایک اچھے خاصے ذخیرہ پر مشتمل ہے۔ اسے سوتر یا سمرتی کہتے ہیں۔ یعنی وہ چیز جو یاد کی جاتی ہے۔ یہ بھی مختلف حصوں پر منقسم ہیں۔ اور ان میں مختلف قسم کے مسائل درج ہیں۔ یعنی شادی بیاہ۔ موت۔ فوت کریا کرم وغیرہ کے متعلق احکام بیان کئے گئے ہیں۔ مگر اس قدر اختصار کے ساتھ اور اس قدر گول مول الفاظ میں کہ ان سے خاک پتہ نہیں چلتا۔ کہ کوئی کام کس طرح کرنا چاہیئے۔ ان کی حیثیت بالکل ایک چیستاں کی سی ہے۔

ویدانگ

اس کے علاوہ اور بھی چند چیزیں ویدک لٹریچر میں داخل ہیں۔ اور ان کو ویدانگ کہتے ہیں۔ ان میں صرف۔ نحو۔ اور تجدید (سکھشا) عروض اور جوتش وغیرہ کی باتیں بے ربط اور مہمل طور پر درج ہیں۔ اور ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ ان علوم کو حاصل کئے بغیر ویدک لٹریچر کا سمجھنا ناممکنات سے ہے۔

ویدک لٹریچر کی خصوصیت

ویدک لٹریچر کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ برہمنوں کے سوا اس کا مطالعہ باقی لوگوں کے لئے حکماً ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اور چونکہ انہوں نے اس انتہائی عزت کی وجہ سے جو ہندوؤں کی طرف سے انہیں دی گئی عیش و عشرت میں پڑ کر حصول علم سے بے اعتنائی اختیار کر لی۔ اس لئے ویدک علوم کے متعلق صحیح طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ اس وقت مٹ چکے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں سوامی دیانند نے اس بات کے لئے سرتوڑ کوشش کی ہے۔ کہ ویدک علوم کا کوئی سراغ لگے۔ اور انہوں نے یہ دیکھ کر کہ ویدک دھرم بحیثیت مذہب ختم ہو چکا ہے۔ کچھ باتیں ویدک دھرم کی تعلیم کے نام سے پیش بھی کی ہیں لیکن وہ معقولیت اور فطرت انسانی سے اس قدر منافر واقع ہوئی ہیں۔ کہ دیانند جی کے پیرو بھی انہیں ناقابل عمل سمجھتے ہیں۔ اور وہ ان کے قریب تک نہیں جاتے۔

قریشی حافظ محمد حسین صاحب مرحوم

قبول احمدیت

میرے عمزاد بھائی قریشی حافظ محمد حسین صاحب جن کی وفات حسرت آیات کی خبر اخبار الفضل ۲۱ ستمبر میں شائع ہو چکی ہے نہایت مخلص احمدی تھے۔ اصل وطن ان کا ٹرپٹی ضلع امرتسر تھا۔ کوئی صحیح یادداشت تو محفوظ نہیں۔ اور نہ کوئی عمر رسیدہ احمدی بزرگ اس وقت ہمارے خاندان میں موجود ہیں۔ جو اس بات کا صحیح پتہ دے سکیں۔ کہ آپ سلکِ احمدیت میں کب منسلک ہوئے۔ تاہم بعض قرائن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ نے ۹۷-۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ہمارے خاندان میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے مرحوم کے برادر اکبر قاضی میر حسین صاحب ملتانی تھے۔ ان کے بعد مرحوم نے بیعت کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت سے قبل عالم شباب میں بھی آپ کو بعض ایسے فقراء سے تعلق رہا۔ جن کو بزرگ اور خدا رسیدہ سمجھا جاتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کسی کی تقلید میں نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے شناخت کی توفیق عطا فرمائی۔ یعنی بعض رؤیا اور کشوف میں مجھے بتلایا گیا۔ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے دعویٰ میں حق اور راستی پر ہیں۔

قادیان کے لئے ہجرت

آپ نے ستمبر ۱۹۱۶ء میں قادیان میں ہجرت کی۔ ہجرت سے قبل آپ اپنے گاؤں میں امام مسجد تھے۔ سارے گاؤں میں ہمارے خاندان کے سوا ایک دو احمدی اصحاب کے علاوہ کوئی زمیندار احمدی نہ تھا۔ لیکن باوجود مذہبی مخالفت کے جو بعض حالات میں زمینداروں کی طرف سے شدت سے ہوتی تھی۔ گاؤں کے متعصب سے متعصب لوگ آپ کے زہد و اتقاء اور محبت الٰہی کے قائل اور آپ سے محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ اور باوجود مذہبی مخالفت کے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی ہجرت کے بعد جب مسجد کی امامت ایک غیر احمدی ملّا کے سپرد ہوئی۔ تو غیر احمدی اصحاب نے جو مخالفت میں پیش پیش رہتے تھے۔ اس بات کا اظہار کیا۔ کہ جو لطف حافظ صاحب کی اقتدا میں نماز کا آتا تھا وہ اب مفقود ہے۔ ہجرت کے وقت زمیندار اصحاب میں سے متعصب لوگوں نے بھی آپ کو ہجرت سے منت و سماجت کر کے روکنا چاہا۔ آپ کی طبیعت کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ دشمن کی دل شکنی بھی گوارا نہ فرماتے تھے۔ اور نیز اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ آپ دل سے چاہتے تھے۔ کہ آپ کی موجودگی میں ایک جماعت وہاں قائم ہو جائے یہ بالکل ممکن تھا۔ کہ آپ کچھ عرصہ کے لئے رک جاتے۔ لیکن ہجرت کے اصل محرک چونکہ آپ کے برادر اکبر قاضی میر حسین صاحب مرحوم تھے۔ اس لئے ان کے ارشاد کی تعمیل ضروری سمجھی۔ اور دیارِ محبوب میں آ ڈیرہ ڈالا۔

تبلیغ احمدیت کے لئے جوش

گاؤں میں احمدیت کو پھیلانے کے لئے جس قدر حریص تھے۔ اس کا پتہ اس بات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ایک جلسہ کے موقعہ پر بمقام لودی ننگل تشریف لے گئے۔ تو مرحوم نے مجھ سے فرمایا۔ کہ دل چاہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور عرض کر کے صاحبزادہ صاحب کو یہاں تشریف لانے کے لئے عرض کیا جائے۔ پھر دیکھیں کہ آپ کی زبان مبارک سے پیغام حق سن کر یہ لوگ کس طرح احمدیت کی مخالفت کرتے ہیں۔

تکالیف کے مقابلہ میں ثبات قدم

باوجود شدید مخالفت کے آپ کبھی گھبراتے نہ تھے۔ ایک دوسرے گاؤں کے ایک دشمن احمدیت کی شرارت اور لگائی ہوئی آگ کے اثر سے جب ایک مرتبہ ہمارا پانی بند کر دیا گیا۔ تو آپ نے ذرا بھی گھبراہٹ ظاہر نہ کی۔ میری عمر اس وقت سولہ ستو سال کے قریب تھی۔ مجھ سے فرمانے لگے۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی ہے آج شام کو ہی ہمارے گھروں میں پانی آئے گا۔ اور ان لوگوں میں آپس میں ہی شقاق پیدا ہو جائے گا۔ چنانچہ عصر کے وقت ایسا ہی ہوا۔ ایک فریق باوجود اس کے کہ وہ بھی شدید مخالف تھا دوسرے فریق کے مقابل پر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کو سنا سنا کر سقوں سے کہدیا۔ کہ جب تک احمدیوں کے گھر میں آج پانی نہ دو۔ اس وقت تک گاؤں میں کسی شخص کے گھر پانی نہ جائے۔ اس طرح یہ مشکل خدا تعالیٰ نے دور کر دی۔ مخالفین کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ لوگ اندھے ہیں اور نہیں سمجھتے۔ کہ دراصل وہ ہماری مخالفت میں خدا تعالیٰ سے جنگ کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو قابل رحم سمجھا کرتے تھے۔ اور ان سے عمدہ سلوک کیا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد بھی آپ کئی بار گاؤں میں تشریف لے گئے۔ جس کا مقصد یہی تھا۔ کہ شائد کوئی سعید روح حق قبول کر لے۔ چنانچہ آپ کی مراد بر آئی۔ اور اس وقت وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مختصر سی جماعت چند سالوں سے قائم ہو چکی ہے۔ جس میں ایک دو معزز زمیندار اصحاب بھی ہیں۔

تلاوتِ قرآن کریم

آپ قرآن کریم کے حافظ اور صاحب کشف و الہام تھے۔ قرآن کریم سے آپ کو عشق تھا۔ دن میں کئی بار خلوت و جلوت میں تلاوت فرمایا کرتے۔ گاؤں کی مسجد کے صحن میں ایک خاص جگہ آپ نے تلاوت قرآن کریم کے لئے مخصوص کی ہوئی تھی۔ ایک دن میرے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا۔ یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں تلاوت قرآن کریم کے وقت سب سے پہلی مرتبہ حالت بیداری میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ اس لئے مجھے یہ جگہ محبوب ہے۔ بعض اہم امور اور مصائب و مشکلات کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر دعائیں فرماتے۔ اور واپس آ کر متعلقین سے فرماتے۔ کہ حضور نے فلاں امر کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے یا فلاں مشکل کے حل کے لئے یہ ہدایت فرمائی ہے۔ اور پھر اس ارشاد اور ہدایت کے مطابق عمل کرتے۔ کئی سالوں سے حج بیت اللہ کے لئے بہت بے تاب تھے۔ بیوی کو بھی ہمراہ لے جانا چاہتے تھے۔ صحت کی خرابی کے باوجود تیار بھی ہو گئے۔ لیکن آخر فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے میری صحت کو مد نظر رکھتے ہوئے اجازت نہیں فرمائی۔ اور رک گئے۔

بیعت خلافت ثانیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور حضور کے خلفاء و اہل بیت کے ساتھ ایک خاص جذبۂ عشق رکھتے تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو خاکسار سے فرمایا۔ کہ میرا ہاتھ تو خدا تعالیٰ نے خود پکڑ کر محمود کے ہاتھ میں دیدیا ہے۔ تفصیل اس کی یوں بیان فرمائی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے کچھ عرصہ پہلے میں نے کشفی حالت میں حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کو دیکھا۔ حضور نے میرے سامنے کھڑے ہو کر آیت استخلاف زور سے پڑھی اور لیستخلفنّھم کے لفظ پر خاص زور دیا۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب وفات پانے والے ہیں۔ اور حضور کے بعد آپ ہی جماعت کے امام ہونگے۔

ہمدردی و محبت

بنی نوع انسان سے محبت و ہمدردی کا بہت بڑا جذبہ رکھتے تھے۔ بیوگان اور یتامیٰ کی دل داری فرماتے۔ اور حتی المقدور بلکہ بعض حالتوں میں خود تکلیف اٹھا کر اور قرض لے کر بھی ان کی مدد کرتے۔ اپنے وجود پر یا اپنے گھر کے کسی فرد پر کوئی تکلیف یا بیماری آ جاتی تو صدقہ و خیرات پر خاص زور دیتے۔ سلسلہ کی ہر ایک تحریک میں نہایت شرح صدر

سے حصہ لیتے۔ بعض تحریکات کے وقت اگرمالی حالت تنگ ہوتی۔ تو بھی قرض لے کر ان میں حصہ لیتے۔ فراخی کے وقت ان کی یہ خواہش ہوتی۔ کہ کوئی حاجتمند مجھ سے آکر قرض لے۔ جن لوگوں سے خاص تعلق تھا۔ ان سے دریافت فرما لیتے۔ کہ ضرورت ہو تو اس وقت میں کچھ دے سکتا ہوں۔ پھر قرض دے کر مطالبہ کرنے میں ہمیشہ نرمی اختیار فرماتے۔ بلکہ فرمایا کرتے۔ کہ جب کوئی ایک دو دفعہ مطالبہ کرنے پر معذوری کا اظہار کرے تو مجھے خود اس کے سامنے ہوتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مجھے ایسی متعدد مثالیں معلوم ہیں۔ کہ بعض تنگدست اور نادار بلکہ نادہند لوگوں کو آپ نے قرض دیا۔ اور پھر اس وجہ سے معاف کر دیا۔ کہ وہ ادا نہ کر سکتے تھے۔ اگر کوئی یہ کہتا۔ کہ آپ ایسے لوگوں کو قرض دیتے ہی کیوں ہیں۔ جن سے وصول نہ ہو سکے۔ یا وصولی میں مشکلات پیش آئیں تو فرماتے۔ یہ دنیا کا مال ہے۔ میرے پاس رہ کر کیا کرے گا۔ اور اگر مجھ سے ضائع ہو جائے۔ یا چوری ہو جائے۔ تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ یہی صورت بہتر ہے۔ کہ کسی کے کام آ رہا ہے۔ شاید میں اسی ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول کر لیا جاؤں۔ فرمایا کرتے مجھے مدعی یا مدعا علیہ بننے میں سخت شرم آتی ہے۔ ایک دوست سے کچھ قرض لینا تھا۔ کئی دفعہ مطالبہ کرنے پر وصول نہ ہوا۔ بیٹے نے محکمہ قضاء میں دعویٰ کرنے کا مشورہ دیا۔ رنجیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میرے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تک یہ بات پہنچے۔ کہ محمد حسین کسی مقدمہ میں مدعی ہے۔ اور مقدمہ لڑ رہا ہے۔

رشتہ داروں سے حسن سلوک

رشتہ داروں سے آپ کا حسن سلوک ہماری ساری برادری میں عدیم النظیر تھا۔ جلد جلد ملاقات کرنے کی تلقین فرمایا کرتے۔ اور خود بھی گھروں میں آتے جاتے رہتے۔ جس سے ملتے اس سے دریافت فرما لیتے۔ کہ اس وقت تم پر کچھ قرض تو نہیں۔ گذارے کا کیا حال ہے۔ اور یہ معلوم کر کے خوشی کا اظہار کرتے۔ کہ ان کا مخاطب مقروض نہیں۔ اور اگر اس کے برعکس معلوم ہوتا۔ تو اس کے لئے دعائیں کرتے۔ نیک کاموں کے لئے ہمیشہ ترغیب و تحریص دلاتے رہتے۔ زندگی نہایت سادگی سے بسر کرتے۔ اور دنیا و ما فیہا سے واقعی طور پر دل برداشتہ رہتے۔ دشمن کی دل آزاری بھی معیوب سمجھتے۔ اور اس سے پرہیز فرماتے۔ کم سخن اور کم گو تھے۔ کسی کو نصیحت کرتے وقت اپنی نگاہ بوجہ حیا نیچی رکھتے۔ اپنی خاص و عام دعاؤں میں اپنے عزیزوں۔ رشتہ داروں اور دوستوں کو شامل رکھتے۔ نہ صرف خود ہر ایک قسم کی ناچاقی اور ناراضی سے پرہیز رکھتے بلکہ اپنی برادری میں سے ناچاقی دور کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کر دیتے۔ مشورہ کے عادی تھے۔ اور اس امر میں خوردوں کے مقابلہ میں اپنی بڑائی کا ذرا خیال نہ کرتے

تھے۔ افسوس آج ایسا بے نفس اور فرشتہ خصلت انسان اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے دکھ درد میں شریک ہونے والا ہم میں موجود نہیں ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیماری اور وفات

مرحوم کو دو اڑھائی سال سے اختلاج القلب کا عارضہ تھا۔ گرمیوں میں تکلیف زیادہ ہو جاتی تھی۔ حال ہی میں کچھ دن پہاڑ پر گذار کر آئے تھے۔ مجھ سے اور بعض اور عزیزوں سے کئی مہینے پہلے فرمایا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ تمہاری وفات کی خبر تمہیں قبل از وقت دے دی جائے گی۔ ۱۸ ستمبر کی شام سے پہلے مجھے بازار میں ملے۔ گو صحت کمزور تھی۔ لیکن کسی خطرے کا وہم بھی نہ تھا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا جلد جلد ملا کرو۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ میں نے اسے معمولی بات سمجھا لیکن اگلے ہی روز ۱۹ ستمبر کو پونے آٹھ بجے صبح تلاوت کریم کے معاً بعد آن واحد میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس دن شملہ سے تشریف لا رہے تھے۔ اعلان ہو چکا تھا۔ کہ حضور آٹھ بجے قادیان رونق افروز ہوں گے۔ پونے آٹھ بجے کے قریب مرحوم تلاوت قرآن کریم کے بعد چارپائی سے اٹھے لیکن اٹھتے ہی سینے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے۔ اور اس کے فوراً بعد فوت ہو گئے۔

پس ماندگان

مرحوم کی ایک بیوہ ایک لڑکی اور تین لڑکے ہیں۔ لڑکی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے ساتھ بیاہی ہوئی ہے۔ بڑا لڑکا عزیزم محمد احسن تعلیم الاسلام ہائی سکول میں مدرس ہے۔ جو اپنے مرحوم باپ کی خو بو پر ہے۔ اس سے چھوٹا محمد افضل جامعہ احمدیہ میں تعلیم پاتا ہے اور سب سے چھوٹا محمد اکمل تجارتی کاروبار سیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اور ان کی والدہ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو اپنا قرب عطا کرے۔ اور ان کی برکتوں کو ہمارے خاندان میں باقی رکھے۔ آمین۔ احباب کی خدمت میں بھی التماس دعا ہے۔

(خاکسار۔ قاضی عبدالرحمٰن محرر نظارت اعلیٰ)

ضروری اعلان

احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ شیخ عباد الرحمٰن صاحب منصرم یو۔ پی کے مندرجہ ذیل اضلاع میں دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ۔ قادیان کے حصص فروخت کر رہے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی ہر طرح امداد کریں۔ دہلی۔ آگرہ۔ کانپور۔ لکھنؤ۔ شاہجہانپور۔ ڈیرہ دون۔ منہ دری۔ قائم گنج وغیرہ وغیرہ۔ (منتظم فروخت حصص۔ قادیان)

ایک آنریری انسپکٹر بیت المال کی رپورٹ

حکیم محمد اسمٰعیل صاحب آنریری انسپکٹر بیت المال پیرکوٹ نے اپنے حلقہ میں ماہ اگست میں دورہ کیا۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ جماعت مانگٹ اونچے سے پرکوشش کر کے مبلغ [illegible] روپیہ کی رقم وصول کر کے بھجوائی گئی ہے۔

جماعت لبرٹی رحمٰن سے مبلغ [illegible] کی رقم موصول ہوئی۔ جماعت پریم کوٹ میں بھی بقایا چندہ کی تحریک کی گئی۔ اس سے قبل اس جماعت سے ۱۵۰/- روپیہ چندہ کی رقم آ چکی ہے۔

جماعت مانگٹ اونچے کی ایک احمدی خاتون کے اخلاص کا ذکر حکیم صاحب موصوف نے خاص طور پر کیا ہے۔ جو چوہدری محمد خان صاحب کی بیوی ہیں۔ انہوں نے پہلے مبلغ [illegible] روپیہ چندہ ادا کیا تھا۔ لیکن بعد میں انہیں بتلایا گیا۔ کہ چندہ با شرح دینا چاہیئے۔ تو انہوں نے اسی وقت شرح صدر سے باقی رقم مبلغ [illegible] اور ادا کر کے کل مبلغ [illegible] دے دئے۔

ایسے احمدی دوستوں کو جو باشرح چندہ کی ادائیگی میں اپنی مشکلات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس خاتون کے نمونہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ احباب سے یہ بھی درخواست ہے کہ انسپکٹر صاحب موصوف اور اس خاتون کے لئے جنہوں نے اپنے اخلاص کا اعلیٰ نمونہ دکھلایا۔ دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا کرے۔ (ناظر بیت المال۔ قادیان)

شرح چندہ جلسہ سالانہ میں سبقت

چندہ جلسہ سالانہ کے لئے آخر اگست ۱۹۳۳ء میں تمام جماعتوں میں تحریک بھجوائی جا چکی ہے۔ اس سال شرح چندہ جلسہ سالانہ ایک ماہ کی آمد پر ۱۵ سے ۲۰ فیصدی مقرر کی گئی تھی۔ احباب کی طرف سے چندہ آنا شروع ہو گیا ہے۔ لیکن بعض نے اس چندہ کی ادائیگی میں اپنے اخلاص کا بہت اعلیٰ ثبوت پیش کیا ہے۔ چنانچہ ماسٹر فقیر محمد صاحب احمدی حکیم حاذق جالندھر چھاؤنی نے چندہ جلسہ سالانہ بجائے ۲۰ فی صدی کے ۲۵ فی صدی ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے اہل و عیال کی طرف سے بھی علیحدہ علیحدہ رقم اس مد میں بھجوائی ہے۔ اس لحاظ سے چندہ جلسہ سالانہ کی نسبت جو انہوں نے ادا کی ہے۔ ۳۰ فی صدی بن جاتی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

(ناظر بیت المال۔ قادیان)

مراسلات

ہندو دھرم کا مستقبل

زمانہ سب سے بڑا استاد ہے۔ دیگر استاد تو اپنے شاگردوں کو صرف اچھے اور بُرے کی تمیز سکھا سکتے ہیں۔ انہیں اچھا طریق اختیار کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتے۔ لیکن زمانہ نہ صرف یہ تمیز سکھاتا ہے۔ بلکہ اچھی چیز کے متعلق یہاں تک مجبور کرتا ہے۔ کہ انہیں طوعاً نہیں۔ تو کرہاً سر تسلیم خم کرنا ہی پڑتا ہے

آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند سیدھے سادے اصول اسلام کی صورت میں دنیا کے سامنے رکھے۔ اور صاف الفاظ میں فرما دیا۔ کہ اگر دنیا اور آخرت کی فلاح چاہتے ہو۔ تو انہیں اپنا دستور العمل بناؤ۔ چند سعید الفطرت لوگوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ لیکن باقی جو اپنے زعم باطل میں اپنے آبائی مذہب کو ہی جامع جمیع صفات اور مبرا عن الخطا جانتے تھے۔ جانی دشمن بن گئے۔ طرح طرح کی ایذائیں دیں۔ آپ کی جان لینے کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اور اسلام کو نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ لیکن نتیجہ جو نکلا۔ وہ دنیا جانتی ہے۔ وہی مشن جسے صرف ایک شخص واحد لے کر کھڑا ہوا تھا۔ اور جس کی مخالفت پر ساری دنیا تلی ہوئی تھی۔ اس قدر کامیاب ہوا۔ کہ آج کروڑوں آدمی اسلام اور اس کے بانی کے نام پر قربان ہونا سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں۔ جب تمام ربع مسکون پر مسلمان ہی مسلمان نظر آئیں گے ؛

اہل دنیا اسلام کی ترقی کو روکنے کے لئے کروڑوں جتن کریں۔ لاکھ سر ماریں۔ یہ سیلاب بڑھتا ہی جائے گا۔ علوم جدیدہ اور سائنٹیفک معلومات جو دیگر مذاہب کی جڑ کے لئے کلہاڑے سے کم نہیں۔ نخل اسلام کی آبیاری میں مصروف ہیں۔ مغربی علوم جس قدر چاہیں ترقی کر لیں۔ سائنس کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ جائے۔ اسلام کو کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ بلکہ ہر ترقی اسلام کی صداقت کا ثبوت بن رہی ہے ؛

حقیقت یہ ہے۔ کہ اسلام عقلمندوں کا مذہب ہے۔ اور جوں جوں اہل دنیا میں عقل بڑھتی جائے گی۔ وہ اسلام کے نزدیک آتے جائیں گے۔ جہالت کے زمانہ میں ممکن ہے۔ کہ لوگ اچھے اور بُرے میں تمیز نہ کر سکیں۔ اور تعصب سے دین آبائی پر قائم رہیں لیکن روشنی کے زمانہ میں یہ ناممکن ہے۔ تجربہ شاہد ہے۔ کہ دنیا کے تمام مذاہب رفتہ رفتہ اسلام کی طرف آ رہے ہیں۔ اور اسی میں ان کے اس وقت تک قائم رہنے کا راز ہے۔

ہندو دھرم کو ہی لے لیں۔ آخر تعلیم اور زمانہ نے ہندوؤں کو بتا ہی دیا۔ کہ انسان اشرف المخلوقات ہو کر پتھر کے بتوں کو کیوں پوجے وہ بت جنہیں انسان ہی بناتا ہے۔ اور جو اپنی جگہ سے حرکت تک نہیں کر سکتے۔ انسان کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ پس ان کی پرستش نہ صرف ضیاع وقت بلکہ انسانیت کی ہتک کے مترادف ہے۔

پھر بیوگان کی شادی نہ کرنے کے جب انہوں نے صدیوں تلخ تجربے کئے۔ سوسائٹی کے حق میں اس کے مضر اثرات دیکھے تو اسے بھی ظلم عظیم سمجھنے لگے۔ اور شادی بیوگان کو جائز قرار دے دیا۔ الغرض ہندو دھرم گویا چند قدم اسلام کے نزدیک آ گیا۔ اور مجبوراً اسے وہی بات اختیار کرنی پڑی۔ جو تیرہ سو سال پہلے اسلام نے پیش کی تھی۔

چھوت چھات سے بدتر لعنت نوع انسان کے لئے دنیا میں غالباً کوئی نہیں ہوگی۔ ہندو قوم نے اپنے ایسے انسانوں سے حیوانوں سے بدتر سلوک کیا۔ برخلاف اس کے دنیا جانتی ہے۔ کہ مسلمانوں کے غلام بھی بادشاہ بنے۔ آخر زمانہ کے زبردست ہاتھ سے ہندو قوم کو نیچا دیکھنا پڑا۔ اب سیاسی حالات کے ماتحت وہ یہ کہنے کے لئے تیار ہو گئے۔ کہ اچھوت ہم میں سے ہیں۔ اور ان سے وہی سلوک کرنا چاہیئے۔ جو ہندو سائٹی کے دیگر افراد سے کیا جاتا ہے۔ گو یہ محض زبانی جمع خرچ ہے۔ لیکن اب اچھوتوں کی آنکھیں کھل چکی ہیں۔ وہ اگر ہندوؤں کے ساتھ رہے۔ تو برابر حیثیت سے رہیں گے۔ ورنہ علیحدہ ہو جائیں گے لیکن ان کی علیحدگی ہندو قوم کی سیاسی موت کے مترادف ہوگی۔ پس مجبوراً ان سے مساویانہ سلوک کیا جائیگا۔ اور اس طرح یہ لوگ چند قدم اور اسلام کے قریب آ جائیں گے ؛

موجودہ وقت میں طلاق کا رواج نہ ہونے کی وجہ سے ہندو قوم جن مشکلات سے گذر رہی ہے۔ وہ اہل دنیا سے پوشیدہ نہیں۔ ایسی مثالیں آئے دن دیکھنے میں آتی ہیں۔ کہ میاں بیوی کا مزاج ایک دوسرے سے متفاوت ہے۔ ہر وقت خانہ جنگی شروع ہے۔ گھر دوزخ کا نمونہ بن رہا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے علیحدگی کے متمنی ہیں۔ لیکن مذہب کی وجہ سے معذور ہیں۔ بسا اوقات۔ بیوی آزادی کی کوئی صورت نہ پا کر خاوند کو زہر دے دیتی ہے۔ بعض خاوند بیوی سے جان چھڑانے کے لئے کئی طرح کے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بیوی کا کس مپرسی کی حالت میں کئی کئی سال تک میکے بیٹھے رہنا تو عام بات ہے۔ لیکن نہ خاوند کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔ نہ بیوی کو خلع کا حق۔ یہ حالت کئی ہندو دیویوں کے اغوا اور خودکشی کی ذمہ وار ہے۔ کئی گھروں کو اس نے تباہ کر دیا ہے۔ چونکہ ہندو مذہب کے پاس اس مرض کا کوئی علاج نہیں۔ اس لئے اسمبلی میں بل پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح اس بات کو جاری کر کے یہ لوگ ایک اور اسلامی طریق پر کاربند ہو جائیں گے۔ اس طرح ہندو قوم رفتہ رفتہ اسلام کے قریب ہو رہی ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ جبکہ اسلام کے اندر داخل ہو جائے

خاکسار۔ نواب الدین۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل ملتان

سونگڑہ کے ایک مخلص احمدی خاندان میں احمدیت

یہ خبر علاقہ کٹک کے احمدیوں کے لئے نہایت ہی خوش کن ہوگی کہ مولوی سید نیاز الدین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ جو ایک مخلص اور پرجوش احمدی تھے۔ اور جن کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لفظ لکھنا جماعت احمدیہ سونگڑہ کے لئے باعث فخر ہے۔ کیونکہ سنہ ۱۹۰۱ء کے اس پہلے وفد میں جس نے اڑیسہ سے قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ آپ بھی شامل تھے۔ انکی وفات کے بعد انکے اہل و عیال بوجہ کم سنی کے غیروں کی نگرانی میں رہ کر سلسلہ سے دور جا پڑے تھے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور آپ کے اس تبلیغی نسخہ کے طفیل (کہ ہر ایک احمدی اپنے لئے چند ایسے اشخاص کا انتخاب کر کے ان کو اس وقت تک تبلیغ کرتا رہے۔ جب تک کہ وہ داخل سلسلہ نہ ہو جائیں) کامیابی حاصل ہوئی۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی کامیابی کی امید ہے۔ سنہ ۱۹۳۲ء میں مولوی صاحب مرحوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے چھوٹے صاحبزادے منشی سید شہاب الدین صاحب کی بیعت کا خط حضور اقدس کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ الحمد للہ کہ اب ان کے بڑے صاحبزادہ منشی سید معین الدین صاحب مع اپنی والدہ ماجدہ کے ۷ ستمبر کو داخل سلسلہ ہو گئے۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ مولوی صاحب مرحوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے باقی لواحقین کے داخل سلسلہ ہونے۔ اور جو داخل ہو چکے۔ ان کی استقامت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ نیز مولوی سید ضیاء الحق صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی ہیں۔ اور جن کا وجود جماعت احمدیہ سونگڑہ کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ چونکہ ان دنوں بیمار ہیں۔ اور ان کی صحت بہت ہی خراب ہے ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں

خاکسار سید عبد الحکیم احمدی سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سونگڑہ

چندہ کشمیر

گزشتہ ہفتہ میں میاں احمد دین صاحب زرگر نے مبلغ پچاس روپیہ چندہ کشمیر ضلع گورداسپور کے مندرجہ ذیل دیہات سے وصول کر کے داخل کیا ہے۔ معطی صاحبان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ تلونڈی جھنگلاں ۷ روپے بھاگی ننگل ۲ روپے سیکھواں ۷ روپے پیر شاہ ۲ روپے ہرسیاں ۵ روپے دیال گڑھ ۲ روپے وزیر چک ۳ روپے بھیل چک ۲ روپے تھہ غلام نبی ۲ روپے گلانوالی ۵ روپے باقی رقم متفرق طور پر وصول ہوئی۔ اگر تمام احمدیہ جماعتوں کے ذی اثر اور با رسوخ احباب چندہ کشمیر وصول کرنے والے احباب

اطمینان کی بات

اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اگر مال پسند نہ ہو۔ تو فوراً واپس کر دیں

لنگی ریشمی شہدی اصل امیرانہ چار روپیہ ۴/ لنگی سلکی شہدی سوا روپیہ ۱/۴ صافہ امیرانہ اصلی ریشمی چار روپیہ ۴/ صافہ سلکی ڈیڑھ روپیہ ۱/۸۔ لنگی سوتی چینی یا ہاشمی بڑھیا ۱۲/ ریشمی بنیان مردانہ ایک روپیہ۔ گلوبند مفلر ریشمی ایک روپیہ ۱/۔ کلاہ سلمہ ستارہ والا مخملی ڈیڑھ روپیہ ۱/۸۔ جائے نماز پھولدار ۱۲/ تولیہ ستر نما پھولدار ڈھائی روپیہ ۲/۸۔ زنانہ ریشمی ساڑھی پھولدار ۹ گز لمبی تین روپیہ ۳/۔ زنانہ ریشمی دوپٹہ پھولدار پورا ناپ ڈھائی روپیہ ۲/۸ زنانہ ریشمی بنیان پھولدار ۱/۸ زنانہ ریشمی چوٹی زرین ایک روپیہ ۱/۔ ریشمی انگیا عورتوں کے لئے درجہ خاص ۱/۸۔ درجہ اول ۱/۔

ملنے کا پتہ:۔ شیخ عبدالرحمن اینڈ سنز سوداگران لنگی پٹکہ لودھیانہ

باموقعہ مکان اور زمین

میری معرفت چند قطعات زمین اور باموقعہ پختہ مکان چھوٹے اور بڑے اندرون شہر۔ محلہ دارالرحمت اور دارالعلوم اور دارالفضل میں قابل فروخت ہیں۔ چونکہ ان زمینوں اور مکانوں کے فروخت کرنے والے نہایت سخت ضرورت مند ہیں۔ اس لئے ارزاں قیمت پر یہ سودے ہو سکیں گے۔ یہ مکان اور زمین شارع عام پر ہیں۔ ضرورتمند احباب جلد سے جلد مجھ سے خط و کتابت کریں۔ جس حیثیت اور جس محلہ کی زمین یا مکان مطلوب ہو۔ درخواست میں وضاحت کر دیں۔

خاکسار:۔ فخر الدین ملتانی کتاب گھر قادیان

ضرورت ہے

انٹرنس اور ایف اے پاس یا فیل نوجوانوں کی جو تنخواہ روپے ڈھائی سو روپے تک کی ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ قواعد ۱/ کا ٹکٹ بھیج کر منگوالیں

پنجاب انجینئرنگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر شہر

قادیان کا قدیمی مشہور عالم بے نظیر تحفہ

سُرمہ نُور (رجسٹرڈ)

جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ۔ چھ ماشہ ایک روپیہ ۱/

ملنے کا پتہ۔ شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی کے مستند ماہر و مشہور آفاق استاد مسٹر جی ایم مہتہ۔ ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ بی۔ ٹی۔ ایس۔ ڈی (انگلینڈ) ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈی (پیرس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کورس میں دریا بکوزہ۔ پراسپکٹس و نمونہ سبق مفت

مینیجر انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

امریکن فیڈریشن آف لیبر کے پریذیڈنٹ مسٹر گرین نے ۱۴ ستمبر کو واشنگٹن میں اعلان کیا۔ کہ امریکن مزدور جرمنی کے مال کا بائیکاٹ کرینگے کیونکہ جرمنی میں نازیوں نے وحشیانہ اور قابل نفرین طرز حکومت قائم رکھی ہے۔ اور ان کے مظالم روز بروز حد سے بڑھتے جاتے ہیں۔ انہوں نے مزدوروں کے خلاف کھلم کھلا جنگ شروع کر رکھا ہے۔ اور ان کے ہاتھوں بہت سے مزدور لیڈر ہلاک ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے اعلان میں یہ بھی لکھا ہے کہ امریکہ کے مزدوروں کو اب یقین ہو گیا ہے کہ بائیکاٹ ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے ذریعہ جرمنی کو بتایا جا سکتا ہے کہ دنیا ان کے طریق کو کتنی نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

کانگرس کے موجودہ پروگرام کے متعلق ۱۴ ستمبر کو پنڈت جواہر لال نہرو نے لکھنؤ میں ایک پریس رپورٹر کو کہا۔ کہ کانگرس کا نصب العین مکمل آزادی حاصل کرنا اور موجودہ سوشل نظام کو اس طرح بدل دینا ہے کہ اس سے طاقت عوام کے ہاتھوں میں چلی جائے۔ نیز پُرامن سول نافرمانی اپنی مختلف صورتوں میں ہماری جدوجہد کی بنیاد ہو گی۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں موجودہ نظام کو بالکل بدل دینا چاہتا ہوں۔ اور اسی کو بدلنے کے لئے لڑ رہا ہوں۔ آپ نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا اجلاس بلانے کے سوال پر کہا کہ میں اس کے لئے بالکل رضامند ہوں۔ بشرطیکہ اس کے ممبران کی ایسی خواہش ہو۔

ڈلہوزی چھاؤنی میں ۲۲ ستمبر کو ایک گورے سپاہی نے ایک دوکان کے ہندو منیجر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ دوکان میں آیا اور ادھار شراب مانگی۔ منیجر نے مطالبہ کیا کہ تمہارے ذمہ جو پہلا بقایا ہے وہ ادا کرو۔ ساتھ ہی مزید ادھار دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر گورے نے گولی مار دی۔ منیجر شدید مجروح ہوا اور ہسپتال میں جا کر مر گیا۔

رہتک کی ۲۴ ستمبر تک کی اطلاعات مظہر ہیں کہ سیلاب کی تباہ کاری کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں چار چار فٹ پانی بھرا ہوا ہے۔ تمام مکانات خالی کر دئے گئے ہیں۔ شہر میں کہیں جھیل نظر آتی ہے تو کہیں دریا۔ صدہا نواحی دیہات زیر آب ہیں جن میں سے بعض کو ابھی تک کوئی مدد نہیں پہنچائی جا سکی۔ انسانی جانوں کا اتلاف کم ہوا ہے۔ البتہ ہزارہا مویشی مکانات کے ملبوں میں دب کر ہلاک ہو گئے ہیں۔

کیوبا کا رومن کیتھولک چرچ جس کی مالیت کا اندازہ ۳ لاکھ پونڈ کیا جاتا ہے۔ ۲۳ ستمبر کو آتش زدگی کا حادثہ رونما ہونے کی وجہ سے تباہ ہو گیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کیوبا کی مفسدہ پرداز جماعت کی حرکات مذبوحی کا نتیجہ ہے۔

بٹالہ میں ایک نئے سکھ گوردوارہ کی تعمیر کے لئے مہاراجہ پٹیالہ کے تیرہ ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ بشرطیکہ علاقہ بٹالہ کے سکھ اس ایجی ٹیشن کو جو پٹیالہ کے خلاف ماسٹر تارا سنگھ کی طرف سے جاری ہے ایک گمراہ کن پروپیگنڈا قرار دیں۔

امریکہ کی جنگی تیاریوں کے متعلق سنڈے کرانیکل کے سپیشل نامہ نگار مقیم نیویارک نے سنسنی خیز انکشافات کئے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت امریکہ جنگ کے لئے اتنا تیار ہے جتنا وہ اب تک کبھی تیار نہیں ہوا۔ تمام کارخانہ داروں ٹریڈ یونینوں اور ماہرین اقتصادیات وغیرہ نے اپنے آپ کو دفتر جنگ کے ماتحت کر دیا ہے اور اس قسم کا ایک نیشنل اقتصادی پروگرام تیار کر لیا ہے جس کے مطابق امریکہ کی موجودہ جنگ گذشتہ جنگوں سے بالکل مختلف ہو گی۔

سٹیٹسمین کے نامہ نگار نے کابل سے اطلاع دی ہے کہ افغانستان میں ہزمجسٹی نادر شاہ کی حکومت کے خلاف ایک زبردست سازش کی گئی ہے۔ جس کے روح رواں وہ افغان طالب علم ہیں جو یورپ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد کابل واپس آئے ہیں۔ نامہ نگار کا یہ بھی بیان ہے کہ اس سازش کے سلسلہ میں پولیس نے ایک سو سے زائد اشخاص کو گرفتار کر لیا ہے جن میں زیادہ تعداد یورپ سے واپس آئے ہوئے طلباء کی ہے اس وقت تک کم از کم دس سازش کے لیڈروں کو گولی کا نشانہ بنایا جا چکا ہے۔

دریائے جمنا کے متعلق دہلی سے ۲۳ ستمبر کی اطلاع ہے کہ اس کا پانی اس قدر چڑھ گیا ہے کہ دریائے جمنا اور مشرقی جمنا نہر کا پانی ایک ہو گیا ہے۔ سولہ دیہات کے کامل طور پر غرق ہو جانے کا اندیشہ ہے ضلع میرٹھ کے بہت سے دیہات بھی خطرہ میں ہیں۔ ۲۳ ستمبر کو دریا کا پانی سمندر کی سطح سے ۶۷۳ فٹ اونچا تھا۔

لاہور میں ۲۲ ستمبر کو آبکاری روڈ نزد پیسہ اخبار ایک گودام میں جو غیر معمولی دھماکا ہوا تھا۔ اس کے متعلق پولیس کو دوران تفتیش میں معلوم ہوا۔ کہ یہ ایک خاص قسم کی گیس کے پھٹنے سے ہوا۔

بلوچستان کے معتدد سرداروں نے ایجنٹ بلوچستان اور اس کے سٹاف کی موجودگی میں ۲۱ ستمبر کو صاحبزادہ احمد یار خان۔ خان قلات کی رسم دستار بندی ادا کی۔ معلوم ہوا ہے کہ ریاست کے نظام میں بہت سی تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔

لنڈن سے آمدہ ان خبروں کے پیش نظر کہ جائنٹ پارلیمنٹ کمیٹی کی رپورٹ ۱۹۳۴ء میں تیار ہو سکے گی۔ اور صوبجات میں جدید آئین قائم کرنے کے لئے دو تین سال اور فیڈریشن قائم کرنے کے لئے اس سے زیادہ مدت درکار ہو گی۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کا خیال ہے کہ موجودہ اسمبلی میں ایک سال مزید کی توسیع کر دی جائے گی۔

مسٹر پٹیل کے متعلق جنیوا سے مسٹر سبھاش چندر بوس نے ۲۵ ستمبر کو تار ارسال کیا ہے کہ وہ سوئٹزرلینڈ کے ایک سینی ٹوریم میں نہایت نازک حالت میں پڑے ہیں ان کو دل کی بیماری ہے جو شدید صورت اختیار کر گئی ہے۔

تھانہ لوہاری دروازہ لاہور کے احاطہ میں ۲۵ ستمبر کو رات کے گیارہ بجے ایک دیسی ساخت کا بم پھینکا گیا۔ جو پھٹا نہیں پولیس نے دو ہندو نوجوانوں کو زیر حراست کر لیا ہے۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس تعلیمی کانفرنس اور یوتھ کانفرنس کے جو اجلاس ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر کو پٹنہ میں منعقد ہونے والے تھے وہ مناسب انتظامات نہ ہو سکنے کی وجہ سے ملتوی کر دئے گئے ہیں۔

لنکا شائر کا تجارتی وفد جاپانی اور ہندوستانی نمائندوں سے گفت و شنید کرنے کے لئے ۲۵ ستمبر کو بمبئی پہونچا۔ اور اسی دن شملہ آنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

رائٹرز ویکلی لنڈن کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ وائٹ ہال اور شملہ دونوں یہ تصور کرتے ہیں۔ کہ گاندھی جی کا اثر و رسوخ اپنے حامیوں میں اب بہت کم ہو رہا ہے۔

انگلینڈ کے مشہور انجنیر اور سائنس دان اے ایم لو نے ۲۴ ستمبر کو لنڈن میں سنڈے کرانیکل کے نمائندہ سے کہا کہ عنقریب سائنس دان ایک ایسا ہوائی جہاز تیار کرنے والے ہیں جو پرواز کرتے وقت بالکل آواز نہیں کرے گا۔ تجربات بڑی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔

وبائے ہیضہ امرتسر اور مغل پورہ میں پھوٹ پڑی ہے اور کئی کیس وہاں ہو چکے ہیں۔

امریکہ کے بہت سے سرمایہ داروں کی ایک کمپنی نے یکم جنوری کے بعد جب کہ امریکن کانگرس کے اجلاس میں ممانعت شراب نوشی کا قانون منسوخ کر دیا جائے گا۔ آئرلینڈ کی ایک شراب کمپنی سے بیس لاکھ پونڈ کی شراب خریدنے کی تجویز کی ہے

پولینڈ کے ماتحت اپر سلیشیا کی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ جرمنی کی فتوحات کی وہ تمام یادگاریں گرا دی جائیں۔ جو آج چالیس سال پہلے جرمنی نے اپنی حکومت کے زمانہ میں اپر سلیشیا میں قائم کی تھیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی